سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۶۰

علاماتِ مقبولین

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۶۰

علاماتِ مقبولین

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : علاماتِ مقبولین

واعظ : عارف باللہ مجد دِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۱؍ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۷؍ اپریل ۲۰۰۰ء بروز جمعہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۲؍ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱؍ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجد دِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشرواشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہوکر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

علاماتِ مقبولین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠
وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۣ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾[ل]

وعظ سے پہلے راقم الحروف نے مرشدی و مولائی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم العالی کے حکم پر حضرتِ والا کے اشعار سنائے، جن کا عنوان تھا کہ ’’کلامِ عبرتناک برائے عشقِ ہوسناک‘‘ اور حضرتِ والا نے بعض اشعار کی شرح بھی فرمائی۔ اشعار مع شرح یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔ پہلا شعر تھا۔

وہ زلف فتنہ گر جو فتنہ ساماں تھی جوانی میں
دُمِ خر بن گئی پیری سے وہ اس دارِفانی میں

حضرت والا نے فرمایا کہ انسان کو اپنا بچہ جتنا پیارا ہوتا ہے، شاعر کو اپنا شعر ویسا ہی پیارا ہوتا ہے اور وہ اپنے بچے کی طرح اپنے شعر کو چومتا ہے۔ احقر راقم الحروف نے عرض کیا کہ حضرت! اشعار بھی ایسے ہیں کہ دُنیائے غزل میں بے مثال ہیں۔ ایسے اشعار نظر سے نہیں گزرے جن میں فنائیتِ حُسن کو اتنے حسین انداز میں بیان کیا گیا ہو۔ حُسنِ فانی کی تعریف کرنا تو آسان ہے لیکن حُسنِ فانی کا رَد اور اس کی فنائیت کا اس انداز میں اظہار کہ شعر کا حُسن و لطافت مجروح نہ ہو اور حُسنِ فانی سے دل متنفر ہو جائے، یہ حضرتِ والا ہی کا کمال ہے۔

[ل] اٰل عمرٰن:۱۳۵

حضرتِ والا نے فرمایا کہ اس شعر کی بلاغت میں بھی غور کیجیے، فتنہ گر اور فتنہ ساماں ان الفاظ کی قدر بڑے بڑے شاعروں سے پوچھو۔ دُمِ خر یعنی پیری کی وجہ سے اس دارِ فانی میں وہ زلف سیاہ بڈھے گدھے کی دُم بن گئی، جو ایسی فتنہ ساماں تھی کہ کالی گھٹا نظر آرہی تھی، مگر اس میں فرق یہ ہے کہ کالی گھٹا تو خود برستی ہے اور یہاں جو کالی گھٹا دیکھتے ہیں وہ برستے ہیں۔
(حضرتِ والا کے اس جملے کی بلاغت پر سامعین قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ جامع)

بتایئے! میرا یہ مضمون کس قدر لطیف ہے کہ کالی گھٹا جو ہوتی ہے وہی برستی بھی ہے اور دیکھنے والوں پر برستی ہے اور یہاں معاملہ اُلٹا ہے کہ کالی گھٹا تو کہیں ہے اور برستے ہیں دیکھنے والے۔

جو غمزہ شہرۂ آفاق تھا کل خوں فشانی میں
وہی عاجز ہے پیری سے خود اپنی پاسبانی میں

ارشاد فرمایا کہ غمزہ آنکھوں سے اشارہ کرنے کو کہتے ہیں جو معشوقوں کی خاص ادا ہے، کیوں کہ ان کی پلکیں بھی قاتل ہوتی ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسینوں سے نظر بچاؤ، ان کی ایک ایک پلک میں سو سو تیر اور کمان پوشیدہ ہوتے ہیں۔

صد کمان و تیر درجِ ناوکے

مولانا رومی رحمہ اللہ کو دیکھو کہ کس قدر حُسن کے عارف تھے۔ کمالِ معرفتِ حسن و عشق کے باوجود حسنِ فانی سے بچے رہنے سے تقویٰ کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ ایک تو وہ شخص ہے جیسے بھینس کہ اس کے آگے بین بجاؤ وہ کھڑی جگالی کرتی رہے گی، جھاگ نکالتی رہے گی، اسے پتا ہی نہیں کہ بین کی آواز کیسی ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض لوگ ہیں کہ ان کو حُسن کا زیادہ ادراک نہیں ہوتا، ان کا مجاہدہ کمتر درجے کا ہوتا ہے اور جس کو حُسن کا ادراک زیادہ ہوتا ہے اس کا مجاہدہ شدید ہوتا ہے، تو اس کا مشاہدہ بھی اتنا ہی قوی ہوتا ہے اور اس کا قلب نہایت قوی انوار و تجلیاتِ الٰہیہ کا مورد ہوتا ہے، اسی کو میں نے ایک شعر میں کہا ہے۔

تجلی ہر ایک دل کی اختر الگ ہے
مہربانیاں جیسی قربانیاں ہیں

جتنی جس کی قربانی اتنی خدا کی مہربانی۔

جو عارض آہ رشکِ صد گلستاں تھا جوانی میں
وہ پیری سے ہے ننگِ صد خزاں اس باغِ فانی میں

عارض گال کو کہتے ہیں۔ حُسنِ عارض کے عارضی ہونے پر میرا ایک شعر ہے جس کی حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خسر ڈپٹی علی سجاد صاحب جو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زلف تھے ، ان دونوں بزرگوں نے بہت تعریف کی تھی۔ وہ شعر یہ ہے ۔

ان کے عارض کو لغت میں دیکھو
کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

وہ جانِ حسن جو تھا حکمراں کل بادشاہوں پر
ہے پیری سے بغاوت آج اس کی حکمرانی میں

یعنی جو حُسن بادشاہوں پر حکمرانی کرتا تھا اور بادشاہ جس کے بندۂ بے دام تھے، آج بڑھاپے میں اس کے حسن کی مملکت میں خود بغاوت ہے، کالے بال سفید ہو کر اس سے بغاوت کر رہے ہیں، دانت ٹوٹ کر باغی ہو رہے ہیں، گال پچک کر خود اس کے حسن کو ٹھینگا دکھا رہے ہیں، حکومتِ حُسن کے تخت کا تختہ ہو گیا۔

وہ نازِ حُسن جو تھا زینتِ شعر و سخن کل تک
وہ اب پیری سے ہے محصور کیوں ریشہ دوانی میں

یعنی کل تک شعرا جس کے حُسن سے اپنے شعروں کو سجاتے تھے، اب جب حُسن زائل ہو گیا تو اسی کے عیب بیان کر رہے ہو کہ صاحب ناک چپٹی ہے، آنکھیں چھوٹی ہیں، وزن میں بھاری ہے، اب اسی حُسن کے خلاف ریشہ دوانیاں، عیب جوئیاں اور عیب گوئیاں ہو رہی ہیں، بس حُسنِ فانی بہت بڑا دھوکا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی محبت باقی رہنے والی ہے، باقی تمام محبتیں فانی ہیں۔

اگر ہے عشق تو بس عشقِ حیّ لَایَزل باقی
محبت عارضی ہوتی ہے عشقِ حُسنِ فانی میں

نہ کھا دھوکا کسی رنگینیٔ عالم سے اے اخترؔ
محبت خالقِ عالم سے رکھ اس دارِ فانی میں

نعمت کا شکر کیا ہے؟

اس کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا: ابھی آپ نے میر صاحب کی آوازِ زاغاں میں میرے اشعار سنے۔ زاغ کوّے کو کہتے ہیں اور اس کی جمع زاغاں ہے، مگر میر صاحب کا کوّا بھی صاحبِ نسبت ہے۔ کتنے دردِ دل سے انہوں نے آپ کو اشعار سنائے، ان کے لیے نعمتِ عظمیٰ ہے کہ یہ ہر جمعہ کو اپنے مرشد کے مضامین کو برسرِ منبر سنایا کرتے ہیں، ان پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے۔

میر صاحب پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں۔ یہ سفر میں میرے ساتھ رہتے ہیں، دین کی باتیں سنانے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، اتنے کانوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی باتیں سناتے ہیں تو اس نعمت کا شکر کیا ہے؟ کہ ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کے اعمال میں اپنے نفس کو مبتلا نہ ہونے دیں اور یہ شکر ادا کرنا ہم سب پر واجب ہے، کیوں کہ سننے والوں کو بھی دین کی باتیں سننے کی نعمت حاصل ہورہی ہے۔ یہ ماحول، یہ صحبت جو ہم سب کو حاصل ہے اس کا شکر یہی ہے کہ ہم خالقِ زندگی پر فدا سازی، فداکاری اور وفاداری کی شعار کاری حاصل کریں اور سیاہ کاری سے باز آجائیں۔

اللہ تعالیٰ کی جو بھی نعمت ہو سب کا شکر تقویٰ ہے۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت چاہے وہ کھانے کی ہو، شیخ کی صحبت کی ہو، صالحین کی صحبت کی ہو، اشکبار آنکھوں کی ہو، دردِ دل کی ہو سب کا شکریہ اور حاصلِ شکر تقویٰ ہے۔ کوئی زبان سے لاکھ شکر ادا کرے کہ اے میرے مولیٰ! آپ کا شکر ہے، کیا ماش کی دال کھلائی ہے آپ نے اور کیا پسندیدہ کھانا کھلایا آپ نے، مگر اپنی آنکھوں کو نہیں بچاتا، نافرمانی نہیں چھوڑتا، یہ شخص شریعت کی اصطلاح میں متقی نہیں ہے اور متشکر بھی نہیں ہے، کیوں کہ یہ آخرت کے لیے متفکر نہیں ہے۔ گدھے میں اور اس شخص میں کوئی فرق نہیں ہے، جو زبان سے تو شکر کرتا ہے مگر عمل میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا رہتا ہے۔

مقبول آنسوؤں کی علامت

اگر صرف اشکبار آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی ولایت ملتی، تو لوگ آنکھوں سے دریا کے دریا رولیتے ہیں، لیکن گناہ سے نہیں بچتے تو یہ رونا کیا رونا ہے؟ گناہ سے بچ کے دکھاؤ تو پھر آنسوؤں کی قدر ہے۔ اپنی بری خواہشات کو چھوڑو تب معلوم ہوگا کہ تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ سے تعلق اور نسبت کے جلوے آگئے، تب ہی تو حرام حلووں سے بچنے کی توفیق ہوگی۔ اپنی ہمت کو استعمال کرو، اس پر فالج مت ڈالو، جن اعضاء سے کام نہیں لیا جاتا ان پر فالج گر جاتا ہے۔ اگر تقویٰ سے کام نہیں لوگے اور چھپ چھپ کر حرام مزے لیتے رہوگے، تو ہوسکتا ہے کہ تمہاری ہمتِ تقویٰ مفلوج ہوجائے اور اِسی فسق و فجور میں تمہاری جان اللہ تعالیٰ کے ہاں چلی جائے۔ کیا فاسقانہ موت چاہتے ہو؟ ارے! عاشقانہ موت حاصل کرو۔

تربیت یافتہ ہونے کی علامت

اگر آپ لوگ کسی شخص کو دیکھیں کہ اکھاڑے میں پہلوانی کررہا ہے، اپنے استاد سے داؤ پیچ سیکھ رہا ہے اور ایک کلو بادام بھی گھونٹ کے پی رہا ہے، لیکن جب مقابلے کا وقت آتا ہے تو وہاں کانپنے لگتا اور جلد ہی ہار جاتا ہے، تو اس کے ماں باپ اور اس کے گھر والے کہتے ہیں کہ ہمارا دودھ، بادام سب بے کار گیا۔ تو شیخ بھی اپنی تربیت کے بعد اپنی کامیابی اپنے شاگردوں میں دیکھنا چاہتا ہے کہ جب وہ جہاز میں بیٹھیں اور ایئر ہوسٹس سامنے آجائے، یا کسی اسکول کے سامنے سے گزریں اور کوئی حسین شکل سامنے آجائے، چاہے وہ نمکین ہو یا نمکینہ، چمکین ہو یا چمکینہ، دمکین ہو یا دمکینہ، رنگین ہو یا رنگینہ، حسین ہو یا حسینہ تو اس وقت اِن سب سے نظر بچائیں۔

خواتین غلط فہمی سے یہ سمجھتی ہیں کہ نظر کی حفاظت کا حکم صرف مردوں کے لیے ہے۔ ارے! قرآنِ پاک کی تلاوت کرکے دیکھو **يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ** کا حکم مردوں کے لیے ہے کہ مرد اپنی نگاہ بچائیں اور **يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ**[۲] کا حکم عورتوں کے لیے ہے کہ عورتیں بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، اپنی نظر کو غیر مردوں سے بچائیں۔

---

۲ النور:۳۱

دورانِ مجلس ایک صاحب نے حضرتِ والا سے نظر ہٹا کر دوسری طرف دیکھا، تو اس پر فرمایا کہ اُدھر کیا دیکھتے ہو؟ بھئی! تم کو بارہا سمجھاتے ہیں کہ اِدھر اُدھر مت دیکھو، میرا قلب اس معاملے میں بہت حسّاس ہے۔ جب دیکھتا ہوں کہ کوئی اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے تو دل چاہتا ہے کہ اس کو مجلس سے اُٹھادوں۔ میں تو اس کے چہرے کا نشانہ لے رہا ہوں اور یہ پیٹھ دکھا رہا ہے۔ میرے نشانے کو اپنی حماقت سے خطا نہ ہونے دو، نظر سے نظر ملائے رکھو۔

مے کشو یہ تو مے کشی رِندی ہے مے کشی نہیں
آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں

دین کی بات کرنے والے کی تقریر قریب بیٹھ کر سننے میں اللہ تعالیٰ نے بہت اثر رکھا ہے۔ آپ پہلے پیچھے بیٹھ کر تقریر سنیں پھر سامنے بیٹھ کر تقریر سنیں تو فرق معلوم ہو جائے گا۔ میں پیچھے بیٹھنے والوں سے کہتا ہوں کہ آپ میرے سامنے آکر بیٹھیں، مگر پہلے سے آکر بیٹھو، لیکن بعض لوگ میرے نشانے کی تاب نہیں رکھتے، قلبِ نازک رکھتے ہیں، ان کو میری آہِ گرم کا تحمل نہیں ہے، چناں چہ سوچتا ہوں کہ پہلے ان کو آہِ سرد سننے دو، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بتدریج ان شاء اللہ میٹرک سے انٹر میں لے آؤں گا۔

میرے بعض احباب ایسے ہیں جو پوچھتے ہیں کہ یہ آہ اور دردِ دل کیا چیز ہے؟ یہ ان لوگوں کی سادگیٔ طبع ہے، بھولا پن ہے، اس کا نام جہالت نہیں ہے، وقت آئے گا تو خود ہی سمجھ جائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

روحانی طاقت کا صحیح استعمال

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جس طرح پہلوان کو خوب دودھ بادام پلائے جائیں اور کشتی کے سازوسامان فراہم کیے جائیں، لیکن جب کشتی لڑنے کا موقع آئے تو وہ مقابل کے سامنے کانپتے ہوئے گر جائے، تو اس وقت اس کے گھر والے یہی کہتے ہیں کہ ہمارا دودھ، بادام سب ضایع ہو گیا، اکھاڑے کی تیاریاں، استاد کو رکھنا، سب برباد ہو گیا۔ اسی طرح استاد اور شیخ بھی اپنے مریدین کو تربیت دے کر پھر اکھاڑے میں دیکھنا چاہتے ہیں، لیکن جس طرح بعض

جانوروں کا پتا نہیں چلتا کہ یہ نر ہے یا مادہ، تو ایک شاعر کہتا ہے ''چوں کہ دم بر داشتم مادہ نظر آید'' جس کی بھی دُم اُٹھائی مادہ نظر آیا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

لَاشُجَاعَۃَ یَا فَتٰی قَبْلَ الْحُرُوْبِ

اے جواں! جو تو اکڑ کر سینہ دکھارہا ہے، تو تیری بہادری کا کچھ اعتبار نہیں۔ یہاں کیا پھنکار مار رہا ہے! میدانِ جنگ میں بہادری دکھا تو تیری بہادری معتبر ہے۔ اپنے گھر میں اور مسجد کے منبر پر تو ہر آدمی رو سکتا ہے، اشکبار ہو سکتا ہے، دل بھر آسکتا ہے تو یہ نعمت تو ہے، مگر نعمتِ کاملہ نہیں ہے، نعمتِ کاملہ جب ہے کہ جب دلکش چہرے سامنے آئیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی آواز کان میں آرہی ہو یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ، اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم نہ توڑو، تو اس وقت گویا ملتزم تمہیں حاصل ہو گیا۔ ملتزم کے معنیٰ ہیں جائے التزام، لپٹنے کی جگہ، چمٹنے کی جگہ، اگر تم نظر بچا کر غم اٹھالو اور دل توڑ دو، خدا کے قانون کو نہ توڑو، تو واللہ! مسجد کے منبر سے اختر کہتا ہے کہ اسی وقت حاصلِ ملتزم یعنی اللہ تعالیٰ کا قربِ عظیم عطا ہو گا مگر حج وہیں جا کر ادا ہو گا۔ دیکھو یہ احتیاط کی توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے، ورنہ بعض لوگ کہتے کہ بس نظر بچالو اور یہیں ملتزم پالو، کون خرچہ کرے؟ تو حج فرض سعودی عرب جا کر ہی ادا ہو گا، ارکانِ حج وہیں جا کر ادا ہوں گے، مگر اللہ تعالیٰ کا قُرب یہیں گلیوں میں، مارکیٹوں میں، کلفٹن پر اور انفسٹن اسٹریٹ پر جہاں بھی کوئی نمکین شکل آجائے، اُس سے نظر بچا کر حاصل کر لو، اپنے اللہ کے قانون کا احترام اور عظمت کرو، اللہ تعالیٰ سارے عالَم میں آپ کو عظمت دے گا۔ اور اگر مساجد اور خانقاہوں میں بھی بے اصولی ہو جائے تو گھر بیٹھے اللہ رسوا کرنے پر قادر ہے، حدودِ خانقاہ میں ذلیل کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ اللہ کی عظمت اور قدرتِ انتقامیہ سے بے خبر نہ رہو، وہ جہاں غفّار ہے وہیں ذوالانتقام بھی ہے۔

لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نام پر گناہ پر جرأت کرتے ہیں کہ اللہ بڑا کریم ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کریم ہے، لیکن پھر دوکان کیوں کھولتے ہو؟ گھر پر انتظار کرو کہ اللہ بڑا کریم ہے، گھر پر ہی رزق پہنچادے گا۔ دُنیا کے معاملے میں ایسا نہیں کرتے، دوکان کھولنے کے لیے ہر وقت گھڑی دیکھتے رہتے ہو۔ جتنی محنت دنیا کے لیے کرتے ہو، اگر آخرت کے لیے اس کا سوواں حصہ بھی کر لو تو آج ولی اللہ ہو جاؤ، اس لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ خانقاہ روحانی اکھاڑہ

ہے، اس میں دودھ و بادامِ روحانی کھلایا جاتا ہے، یعنی اللہ کا ذِکر، اللہ تعالیٰ کی محبت سکھائی جاتی ہے۔ اللہ جو تمام بادام اور ساری مقویات کا خالق ہے، یہاں اُن کا نام لینا سکھایا جاتا ہے۔ ذِکر اللہ سے جو روحانی طاقت آئے اس وقت کا صحیح استعمال تقویٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کا غم اٹھانا ہے۔

ذِکر اللہ کی طاقت

ایک کروڑ بادام کھالو اور ایک دفعہ محبت سے اللہ تعالیٰ کا نام لے لو، تو ایک مرتبہ اللہ کا نام لینے کی طاقت کیا ہے؟ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب جہاد ہو رہا ہو، اس وقت جان کی بازی لگانی ہے، اس وقت بادام اور خمیرہ اور شربت روح افزا کام نہ دے گا۔ اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَۃً جب تم کفار کی جماعت سے لڑ رہے ہو اور جان کی بازی لگا رہے ہو تو فَاثۡبُتُوۡا اس وقت ثابت قدم رہو، لیکن یہ ثابت قدمی کیسے نصیب ہوگی؟ وَ اذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا [۳] ایسے کڑے وقت میں اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرو، اس کے نام کی طاقت سے تم دشمنوں پر غالب رہو گے۔

ایسے ہی نفس سے جہاد کے لیے خانقاہوں میں ذِکر کرایا جاتا ہے۔ ایک آدمی جو خود ہی ورزش کرتا ہے اور دودھ، بادام کھاتا ہے اور ایک آدمی ہے جو اپنے استاد کے اکھاڑے میں جاتا ہے دونوں کو لڑا کر دیکھ لو۔ گھر پر بادام پینے والا اور ورزش کرنے والا، چاہے استاد کے اکھاڑے میں جانے والے سے زیادہ موٹا ہو اور اس میں بہت ہی فیٹنگ (Fating) یعنی موٹاپا ہو، مگر جب اس کا مقابلہ استاد کے اکھاڑے میں پہلوانی سیکھنے والے سے ہو گا، تو فائٹنگ (Fighting) یعنی لڑائی میں جیتے گا وہی جو کسی استاد کا تربیت یافتہ ہے۔

روحانی طاقت اور نفس کی شکست

تو شیخ کے ہاں یہ روحانی غذا دی جاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لینا سکھایا جاتا ہے، تاکہ آپ اپنے سب سے بڑے دشمن کا مقابلہ کریں اور نفس کے غلام نہ بنیں، ہمت سے کام لیں

---

[۳] الانفال:۴۵

اور حفاظتِ نظر کا اہتمام کریں اور جملہ معاصی اور نافرمانی سے بچیں، چاہے وہ ڈش انٹینا ہو، چاہے ٹیلی وژن ہو، چاہے خلافِ شریعت گانے باجے ہوں، کسی کی پروا نہ رہے ؎

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے
پیشِ نظر تو مرضئ جانانہ چاہیے

پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

جو رشتہ دار منہ پھلائیں کہ آپ ہمارے ڈش انٹینا، ٹیلی ویژن اور مووی (Movie) والی شادی بیاہ میں نہیں آئے، تو آپ ان سے کہہ دیجیے کہ چوں کہ وہاں سب سے بڑے سرکار کے ناراض ہونے کا خطرہ تھا جن کا ہم مقابلہ نہیں کرسکتے، تمہارا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ خوش ہوجائے، چاہے تم ناراض ہوجاؤ، کچھ فکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم ہی آؤ گے ایک دن دعائیں کرانے۔

ایک دیندار نوجوان کا واقعہ

محکمۂ موسمیات میں ایک نوجوان لڑکا داڑھی رکھے ہوئے تھا، اس کا سپر وائزر روزانہ اس کو تنگ کرتا تھا کہ داڑھی منڈادو۔ اس نے کہا کہ داڑھی تو میرے گال پر ہے، آپ کے گال پر تو نہیں ہے، پھر آپ کو یہ گرانی کیوں ہے؟ مگر اس ظالم پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ بعضے ظالم ایسے ہیں کہ اُن کی غفلت کسی عذابِ الٰہی اور سزا سے تبدیل ہوجاتی ہے۔ اس کا ایک ہی بیٹا تھا، اسے بخار چڑھ گیا، تمام ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ اس کا ذہن کھٹکا کہ ایک اللہ والا میری ماتحتی میں کام کرتا ہے، اس کو میں نے بہت تنگ کیا ہے، داڑھی منڈانے کے لیے اس کو ستایا ہے اور داڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، تو مجھے اس سے معافی مانگنی چاہیے۔ تو اس نے اس لڑکے سے کہا کہ تم مجھے معاف کردو، آج میں محکمۂ موسمیات میں تمہاری ڈیوٹی تہجد کے وقت لگارہا ہوں، لیکن تم کوئی کام نہ کرو بس دو دو رکعات پڑھ کر میرے بچے کے لیے دعا کرو، تمہارا کام ہم خود کریں گے۔ آخر وہ دن آیا نا! اور اس نوجوان کی دُعا سے اس کا لڑکا ٹھیک

ہو گیا۔ آپ دین پر جمے رہیں ان شاء اللہ اسی طرح رشتہ داروں کے لیے بھی وہ دن آئیں گے کہ جب وہ آپ سے معافی مانگیں گے، آپ سے دُعالیں گے۔ کچھ دن ذرا صبر کرو، تھوڑا سا صبر کرنا پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے، پھولوں سے نہیں ملے گا۔

حضرت مولانا شاہ اَبرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے دو ارشادات

میرے شیخ اوّل حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بعض نادان حاسدین مجھے اذیت پہنچاتے تھے، تاکہ میں حضرت کو چھوڑ کر بھاگ جاؤں۔ میں نے حضرت مولانا شاہ اَبرار الحق صاحب دامت برکاتہم سے اِن تکالیف کے بارے میں عرض کیا۔ حضرت اس وقت میرے مرشد نہیں تھے مگر مشیر تھے اور حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عاشقوں میں سے تھے۔ تو حضرت نے دو باتیں ارشاد فرمائیں کہ اگر بھینس کا دودھ پینا ہے تو بھینس کے گوبر اور پیشاب کو گوارا کرنا پڑے گا اور دوسری بات یہ فرمائی کہ اگر پھولوں کی خوشبو کا مزہ لینا ہے تو کانٹوں سے نباہ کرنا پڑے گا۔ مگر مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ نباہ سے زیادہ تھا۔ جگرؔ نے تو کہا تھا ؎

گلشن پرست ہوں مجھے گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی نباہ کیے جارہا ہوں میں

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ گلشن پرست کیا ہے؟ میں گلشن پرست نہیں کہوں گا، میں خدا پرست ہوں اور فرمایا کہ نباہ کرنا کیا ہے؟ نباہنے میں تو مجبوری ظاہر ہوتی ہے کہ مجبوراً یہ کام کر رہے ہیں، میں کانٹوں سے نباہ نہیں کر رہا ہوں، انہیں دل سے پیار کر رہا ہوں کہ چلو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ پھر حضرت نے اس شعر کی یوں اصلاح کی ؎

گلشن سے مجھ کو عشق ہے گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں کو دل سے پیار کیے جارہا ہوں میں

تو میں نے سوچا کہ چلو حاسدین کی طرف سے پہنچنے والی ان تکالیف میں بھی ہماری تربیت و مصلحت ہے، اللہ تعالیٰ کا پیار زیادہ ملے گا۔ آپ خود سوچیے کہ اگر آپ کے پاس کوئی عافیت اور آسانی کے ساتھ آئے اور دوسرا مصیبت اُٹھا کر آئے، اس کے جسم سے خون بہہ رہا ہو اور اس کے کپڑوں پر بھی جو خون لگا ہو تو آپ اس سے لپٹ جائیں گے، اسے پیار کرلیں گے کہ وہ اتنی مشقت اُٹھا کر آپ کے پاس آیا ہے۔ آپ کہیں گے کہ یہ آپ کی محبت کی صداقت کی دلیل ہے کہ اتنی تکلیفوں کے باوجود مجھے نہیں چھوڑا۔ تو اللہ کو پانے کے لیے مصیبت کے باوجود شیخ کو نہ چھوڑے۔

گناہ چھوڑنے کی مصیبت اٹھالے، نظر بچانے کی تکلیف برداشت کرلے، اللہ کو نہ چھوڑے، گناہ کو چھوڑ دے، چھوڑنے کی چیز تو گناہ ہیں، حکم تو تھا کہ گناہ چھوڑ دو، تم نے اللہ میاں کو چھوڑ دیا اور گناہ کو پیار کرلیا؟ کھوپڑی پر اتنے جوتے پڑیں گے کہ تحمل نہیں کرسکو گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے اور اللہ تعالیٰ کا حلم ہے جو ہم پر عذاب نہیں آرہا۔ بس خدا ہم سب کو اپنے انتقام سے بچائے، آمین۔

ظاہر و باطن کی اصلاح

شیخ کو یہ فکر ہوتی ہے کہ میں اپنے مریدوں کو ایسی شکل میں لے آؤں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ کر پیار کرلے۔ بعض کی صورت تو مقطع ہے، داڑھی بھی شرعی، ٹوپی بھی صالحین کی، مگر سیرت کی فکر نہیں، صورت کے ساتھ سیرت بھی ضروری ہے، جب کوئی حسین گزرے، نظر کی حفاظت کرے، کسی کا مال پڑا ہو اس کے حوالے کردے۔ شریعت کے ظاہری اور باطنی اعمال پر عمل کرنا مطلوب ہے۔ صورت احکامِ شریعت کے مطابق بنالینا یہ اس کا اسٹرکچر ہے اور تقویٰ سے رہنا، گناہ سے بچنا اس کی فنشنگ ہے۔ ہر آدمی اپنی عمارت میں دونوں کام کرتا ہے، اسٹرکچر بھی مضبوط بناتا ہے اور فنشنگ بھی شاندار کرتا ہے۔ خانقاہ میں بھی دو کام کیے جاتے ہیں، یہاں صورت سازی بھی کی جاتی ہے اور سیرت سازی بھی کی جاتی ہے، یعنی صورت اور سیرت دونوں کو سنت کے سانچے میں ڈھال کر حسین بنایا جاتا ہے۔

اگر کسی لڑکی کو کسی بیوٹی پارلر نے بہت حسین بنادیا اور رات کو گیارہ بجے پہلی بار شوہر نے اس سے ملاقات کی، تو شکل سنوارنے میں واقعی اس بیوٹی پارلر نے کمال کر دیا تھا کہ دیکھتے ہی شوہر کے ہوش و حواس گم ہو گئے، لیکن اوّل ملاقات ہی میں اس لڑکی نے کہا کہ ''یو آر ویری ویری بلڈی فول'' تم انتہائی درجہ کے بے وقوف ہو، تو وہ رونے لگے گا کہ صورت کیسی اور سیرت کیسی ؟ بایزید بسطامی کی شکل میں ننگِ یزید کام نہ کرو۔ بد نظری کے لعنتی فعل سے باز آجاؤ، باز آجاؤ، باز آجاؤ۔ (یہ جملہ نہایت درد اور جوش سے فرمایا۔ مرتب) میرے دردِ دل سے مذاق نہ کرو، میری آہ کو رائیگاں مت کرو۔

مری آہ کو رائیگاں کرنے والو
مرے ساتھ یہ بے وفائی نہ کرنا

بھولو پہلوان جیسا جسم لے کر معمولی سی بکری سے لڑ نہیں سکتے؟ مومن کے سامنے نفس کی کیا حقیقت ہے؟ نظر بچاؤ اور حلوۂ ایمانی کھاؤ، ایسی حلاوتوں سے دست بردار ہو جاؤ جو فرسٹ فلور پر تو حلاوت ہے اور گراؤنڈ فلور سب گو اور مُوت سے بھرا ہوا ہے۔ بس اپنی بیبیوں کی خوب قدر کرو، ان کے ایک آنے حسن کو سترہ آنہ سمجھو اور پورے عالم کی اوّل نمبر آنے والی حسینہ کو کوڑا سمجھو، حسنِ فانی کے دھوکے میں نہ آؤ۔

حُسنِ فانی کا دھوکا

ایک لاکھ ڈالر پیش کر کے ایک شخص نے ایک حسین لڑکی کے ساتھ معاشقہ کیا اور جیسے ہی گود میں بٹھا کر پیار شروع کیا تو اس کا ایک رقیب تھا جس نے پہلے ہی کوئی گولی دست کی حسینہ کو کھلادی تھی، تو عینِ وقت پر زبردست موشن، بہت بڑا پاخانہ ایک کلو کا ہو گیا، سخت بدبودار۔ تو عاشق صاحب نے کہا کہ کم بخت! کیا یہ وقت تھا ہگنے کا؟ ہر چیز کا ٹائم ہوتا ہے، یہ کون سا ٹائم فکس کیا ہوا تھا تم نے؟ میری محبت پر تم نے پاخانہ برسادیا بجائے پیار کے، پیار کے بدلے میں تو پیار دیا جاتا ہے، تم نے پیار کے بدلے میں پاخانہ دیا۔ اب وہ گھبرا کر اُٹھی اور جب تھوڑا سا اُٹھی تو ناک اور منہ کے سامنے ٹارگٹ ۹۰ ڈگری کا بنا، تو اس ٹارگٹ سے ایک موشن اور ہو گیا اور سارا گو اس عاشق کے منہ اور ناک میں بھر گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی چھنگلیا سے

کان ٹٹولا تو اس کے کان میں بھی پاخانہ گھسا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ چھرے دار دست تھا جس کو ہگتے وقت اس نے ایل (L) بنایا جیسے چاغی میں ایٹم بم نے بنایا تھا، اس (L) کی وجہ سے اس کے کان میں بھی پاخانہ بھر گیا۔ کیا ایسی چیزوں پر اللہ کو، اپنے خالق اور پالنے والے کو چھوڑتے ہو؟ کب تک گدھے رہو گے؟ دوستو! ہم لوگ کب تک گدھے رہیں گے؟ ہر شخص جو نفس کا غلام ہے گدھا ہے۔ کب تک ایسی زندگی گزارو گے؟ جب جنازہ قبر میں اُترے گا تو کون کام آئے گا؟ ایک دن جنازہ اُترنے والا ہے قبر میں۔ اپنے انجام کو بھولنے والا انٹرنیشنل بے وقوف ہے۔

عقل کی بین الاقوامی تعریف

آپ سارے عالم سے عقل کی بین الاقوامی تعریف پوچھ لیں، چاہے کافر ہی کیوں نہ ہو، وہ بھی یہی کہے گا کہ عقل کی بین الاقوامی تعریف ہے انجام بینی۔ عقل مند وہ ہے جو اپنے مستقبل کا خیال رکھتا ہو۔ اللہ والوں سے بڑھ کر کون مستقبل کو دیکھتا ہے کہ جو مرنے کے بعد آخرت کا بھی خیال کر رہے ہیں۔ دُنیا بھر کے کافر زیادہ سے زیادہ اپنی اسی دنیاوی زندگی کے مستقبل کا خیال رکھتے ہیں اور اللہ والے اپنے مرنے کے بعد کے مستقبل کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ بتاؤ کون عقل مند ہے؟ یہ سائنس دان عقل مند ہیں یا اللہ والے عقل مند ہیں؟ اس لیے میں ثابت کرتا ہوں کہ اللہ والوں سے بڑھ کر دنیا میں کوئی عقل مند نہیں ہے اور اللہ کو ناراض کرنے سے بڑھ کر کوئی بے وقوفی نہیں ہے کیوں کہ وہی دنیا اور آخرت کا مالک ہے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ نافرمانی سے باز آجاؤ، نافرمانی سے باز آجاؤ، گناہ گار زندگی سے باز آجاؤ ؎

اُف کتنا ہے تاریک گناہ گار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

بار بار مت آزماؤ گناہوں کے حرام مزے کو! بہت گناہ کر چکے اور کچھ ملا نہیں سوائے بے چینی، پریشانی، ذلت و رسوائی کے۔ کیا اپنے آپ کو رسوا کرنا جائز ہے؟ کیا اپنی آبرو کو گٹر لائنوں پر تباہ کرنا جائز ہے؟ یہ بات عقل کے بھی خلاف ہے، خاص کر جس کو اللہ تعالیٰ نے کوئی عزت بھی دی ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تجھ کو بے عزت کر دوں گا، اس نے کہا کہ میرے پاس عزت ہے ہی نہیں تو کیسے بے عزت کرے گا؟ بے عزت تو جب ہو جب اس کے

پاس عزت ہو لیکن جس کو حق تعالیٰ نے عزت دی ہو، اُس ظالم کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے پاس کے بندوں کے حقوق میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے خود کو بے عزت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً وہ لوگ جو مخلوق کے ساتھ مظالم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق مارتے ہیں، انہیں ستاتے ہیں، اذیت پہنچاتے ہیں۔ اَوْظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یا اپنے نفس پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ظلم کرتے ہیں، اپنے کو عذابِ الٰہی کا مستوجب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب یوں ہی واجب نہیں ہوتا، جب تک بندہ اپنے اوپر گناہ کر کے ظلم نہ کرے، اس وقت تک اللہ تعالیٰ اسے مستوجب سزا نہیں کرتے، استحقاقِ عذاب بندہ کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً پہلا جملہ حقوقِ مخلوق میں زیادتی ہے اور دوسرا جملہ اَوْظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ خود اپنے بارے میں زیادتی ہے کہ نافرمانی نہیں چھوڑ رہا ہے، گناہ نہیں چھوڑتا ہے۔

مقبول بندوں کی علامات

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کون ہیں؟ کیسے معلوم ہو کہ فلاں بندہ مقبول ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے کبھی گناہ ہی نہیں ہوتا؟ کیا خانقاہوں میں رہنے والے سب معصوم ہو جاتے ہیں؟ خانقاہوں سے بندہ مقبول تو ہو جاتا ہے، معصوم نہیں ہوتا۔ شرعی داڑھی، لمبا کرتا اور گول ٹوپی کے باوجود غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ معصوم صرف نبی ہوتا ہے، نبی کے علاوہ سب سے غلطیاں ہو سکتی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری مقبولیت کی علامت معصومیت نہیں ہے، میری مقبولیت کے لیے عصمت شرط نہیں ہے، عصمت صرف نبوت کی شرط ہے، ولایت کی شرط صرف تقویٰ ہے اور اگر بوجہ بشریت تقویٰ ٹوٹ جائے، تو ندامت و گریہ وزاری اور توبہ واستغفار سے تلافی کرنا بھی مقبولیت کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ[1]

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو صرف معاف نہیں کرتے، بلکہ محبوب بھی بنالیتے ہیں۔

[1] البقرۃ:۲۲۲

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے حالات ترتیب وار بیان فرمارہے ہیں کہ میرے مقبول بندے وہ ہیں اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ جو خوشحالی میں بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور اگر تنگی آجائے تب بھی خرچ کرتے ہیں۔ یہ کمالِ عشق ہے، لہٰذا کنجوس سے کنجوس بھی جب اللہ کا عاشق بن جاتا ہے، تو اس کی کنجوسی ختم ہوجاتی ہے اور وہ تنگی میں بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولتا، جتنا ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں فدا کرتا رہتا ہے، انفاق فی سبیل اللہ کو بند نہیں کرتا۔

بے جا غصہ کو پی جانے والے

مقبولیت کی دوسری علامت ہے وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ کہ غصہ کو ضبط کرتے ہیں۔ یہاں غصہ کو ضبط کرنا فرمایا ہے، معدوم کرنا نہیں فرمایا یعنی غصہ موجود رہتا ہے، مگر یہ اس کو ضبط کرتے ہیں؟ کٰظِمِیْنَ رہتے ہیں، غصہ کو پی جاتے ہیں، اگر غصہ موجود ہی نہ ہو تو اسے پئیں گے کیسے؟ معلوم ہوا غصہ آنا بُرا نہیں، بے جا غصہ کرنا بُرا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وَالْعَادِمِیْنَ الْغَیْظَ نازل نہیں فرمایا کہ میرے خاص بندے غصے کو معدوم کردیتے ہیں، اس کا وجود ہی مفقود کردیتے ہیں۔ نہیں! غصہ موجود رہتا ہے، مگر اس کو پی جاتے ہیں میری محبت میں۔ کَظَمَ کے معنیٰ ہیں شَدُّ رَأْسِ الْقِرْبَةِ عِنْدَ امْتِلَاءِهَا[۵] قربة کے معنیٰ مشک ہیں، یعنی مشک جب بھر جائے اور اس کی گردن سے پانی نکلنے لگے، تو پانی کے نقصان سے بچنے کے لیے مشک کی گردن باندھنے کو کَظَمَ کہتے ہیں۔ کیا مطلب؟ کہ غصہ چڑھ گیا اور دل چاہنے لگا کہ منہ سے اول فول بکیں تب بھی ضبط کرتے ہیں، یعنی جب غصہ بہت زیادہ چڑھ جاتا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اسے پی جاتے ہیں، غصہ کو ضبط کرتے ہیں، وہاں سے ہٹ جاتے ہیں، کھڑے ہوتے ہیں تو بیٹھ جاتے ہیں، بیٹھے ہوتے ہیں تو لیٹ جاتے ہیں۔

حدیث معالجۂ غضب کی انوکھی شرح

یہ ترتیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے کہ غصہ میں انتقام کا جوش

۵ روح المعانی: ۴/۵۸، آل عمران (۱۳۴)، دار احیاء التراث، بیروت

ہوتا ہے، تو جس پر غصہ چڑھے اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے، جب بیٹھ جائے گا تو سوچے گا کہ آرام سے بیٹھا ہوں اب کون اُٹھے، اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جائے، جب لیٹ جائے گا تو سوچے گا کہ آرام سے لیٹے ہیں اب کون بیٹھے؟ اُٹھ کر کھڑا ہو اور دوڑے۔ اتنے درجات اور اسٹیجز (Stages) ہیں، لہٰذا جانے دو اور اپنے اسٹیج پر رہو۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ میں انتقام لینے سے دور کر دیا۔ بتایئے! حدیث کی یہ کیسی شرح ہے؟ تمام شرحوں میں دیکھو مگر یہ نکتہ شاید ہی کہیں پاؤ گے۔

لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے والے

اس کے بعد مقبول بندوں کی دوسری علامت اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ اور لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ غصہ میں لال ہو رہے ہیں، کانپ رہے ہیں، کچھ کہا تو نہیں، مگر معافی نہیں دیتے، تو کَظْمِ غَيْظ پر تو ماشاء اللہ عمل ہو گیا، مگر وَالْعَافِيْنَ پر عمل نہیں ہوا۔ کلام اللہ کے ایک جز پر عمل ہوا مگر دوسرے حکم پر عمل کہاں ہوا؟ اس لیے معاف بھی کر دو۔

بندگانِ خدا پر احسان کرنے والے

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے مقبولین کی علامت یہ ہے کہ جس کو معاف کرتے ہیں، تو اس سے کینہ نہیں رکھتے کہ آج سے اس کو کوئی ہدیہ تحفہ نہیں دوں گا، بلکہ اس پر احسان کر دیتے ہیں۔ احسان کر دینے سے اس خطا کار کی ندامت دور ہو جاتی ہے، شرمندہ نہیں رہتا کہ اگر دل میں کچھ ہوتا تو ہدیہ نہ دیتے۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ[۱] اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ جس پر غصہ آیا ہو پھر اس کو معاف کیا ہو، جو ان دو اسٹیجز (Stages) سے گزرا ہو، اسے چاہیے کہ اب تیسرے اسٹیج (Stag) سے بھی گزرے کہ کچھ ہدیہ دے، چاہے ایک مسواک، ایک رومال ہی دے دے، احسان کے لیے اس آیت پر عمل ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سلطنت دینے کا حکم نہیں دے رہے ہیں، احسانِ صغیر یا احسانِ کبیر نہیں مطلق احسان نازل ہوا۔ یہ علاماتِ مقبولین بیان ہو رہی ہیں ترتیب وار۔

---

[۱] اٰل عمرٰن: ۱۳۴

حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے

آج کا جو مضمون ہے وَ الَّذِیۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَۃً جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر ظلم ہو جائے وہ اس سے جا کر معافی مانگ لے، پیر پکڑ لے کہ بھئی! ہم کو معاف کر دیجیے، اندیشہ ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ ہم کو پکڑ نہ لے، ہم کو معاف کر دیجیے اور ہمارے لیے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ بھی ہمیں معاف کر دے کیوں کہ اولیاء اللہ کے حالات میں ہے کہ اگر انہوں نے اپنے ستانے والے کو معاف بھی کر دیا مگر پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کے انتقام اور غضب سے نہ بچا۔ تو جس سے معافی مانگو اس سے یہ بھی کہو کہ اللہ تعالیٰ سے بھی میری معافی کرا دو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی معافی کا واقعہ

حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا تھا، باپ نے بھی معاف کر دیا تھا لیکن بیٹوں نے کہا کہ ابا جان! آپ نے اور بھائی یوسف نے تو معاف کر دیا لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے پکڑ لیا تو کیا ہو گا؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے بھی ہماری معافی کرا دیجیے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کئی دن تک روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹوں کے لیے معافی طلب کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آ گئے۔ انہوں نے آ کر کہا کہ یعقوب علیہ السلام! مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیٹوں کو معاف کر دیا جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا تھا۔ لیکن کیسے معاف کیا؟ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے فرمایا کہ سب سے پہلے میں کھڑا ہوتا ہوں، میرے پیچھے آپ کھڑے ہوں، آپ کے پیچھے یوسف علیہ السلام، پھر ان کے پیچھے سب بھائی کھڑے ہوں اور اس کے بعد یہ دعا پڑھیے۔ دیکھو یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی لائی ہوئی دعا ہے، آسان دعا ہے:

یَا رَجَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَقْطَعْ رَجَائَنَا

اے ایمان والوں کی امید! آپ ہماری امیدوں کو نہ کاٹیے یعنی ہم کو مایوس نہ کیجیے۔

یَا غِیَاثَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَغِثْنَا

اے ایمان والوں کی فریاد سننے والے! ہماری فریاد سن لیجیے۔

يَا مُعِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِنَّا

اے ایمان والوں کی مدد کرنے والے! ہماری مدد کیجیے۔

يَا مُحِبَّ التَّوَّابِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا

اے توبہ کرنے والوں کو محبوب اور پیارا بنانے والے! ہماری توبہ قبول فرمالے، ہم پر مہربانی کردے قرآنِ پاک کی آیت بھی ہے کہ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں۔ اس کے بعد وحی سے اللہ تعالیٰ نے تسلی کردی کہ ہم نے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو معاف کردیا۔ یہ تکوینی راز ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی ندامت بھی دور کردی اور وحی نازل ہوئی۔ اگر کنویں میں گرائے جانے کا یہ واقعہ نہ پیش آتا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو معراج نہ نصیب ہوتی۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں ڈالا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام وہاں پہلے ہی سے ہاتھ کھولے کھڑے تھے اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو فوراً اپنی آغوشِ محبت میں لے لیا۔

بعض وقت اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو ایسی راہوں سے پیار دیتے ہیں جو بظاہر بہت خون ریز نظر آتی ہیں، اس راہ میں بعض اوقات ایسے مصائب آتے ہیں کہ دل لرز جاتا ہے کہ اس مصیبت کا کیا انجام ہوگا مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کسی مصیبت کو رائیگاں نہیں جانے دیتے بشرطیکہ ان سے رجوع رہے، مرکز نہ چھوڑے، چاہے مرجائے مگر مرکز نہ چھوڑے، آخری سانس تک اللہ تعالیٰ سے لپٹا رہے۔

حدیث مَنْ عَشِقَ...الخ کی تشریح

مثلاً اچانک نظر پڑنے سے اگر کسی سے دل لگ گیا تو اس پر صبر کرو، اس پر بھی ظاہر نہ کرو کہ ایک نظر تم پر پڑی تھی، اس وقت سے تمہارے لیے دل بے چین ہے۔ عشقِ حرام کا ظاہر بھی حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے اور یہ حدیث حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ے روح المعانی: ۱۲/۱۹۷، یوسف (۱۵)، دار احیاء التراث، بیروت

نے التشرف فی احادیث التصوف میں بھی لکھی ہے کہ مَنْ عَشِقَ جو کسی پر عاشق ہو گیا۔ ایک ہی نظر میں گھائل ہو گیا اور قصداً دیکھا بھی نہیں، کہیں جاتے ہوئے نظر پڑ گئی، نظر ڈالی نہیں پڑ گئی مگر ایک ہی نظر میں اسے عشق ہو گیا، لیکن وَکَتَمَ اس نے اپنے عشق کو چھپایا، نہ خط لکھا، نہ اس کا ہاتھ پکڑا، نہ اس کی گلی میں گیا، نہ آنکھوں سے دوبارہ دیکھا، نہ کانوں سے اس کی بات سنی، نہ اس کی گلیوں کا چکر لگایا کیوں کہ جانتا تھا کہ یہ وہ لعنتی گلیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہیں، جو اِن گلیوں میں گیا، اس کو ساری زندگی سر دُھنا پڑے گا، رونا پڑے گا، عذابِ الٰہی میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ یہ گلیاں تو اس قابل بھی نہیں کہ ان کا تذکرہ کیا جائے لیکن کر دیتا ہوں تاکہ ان کی حقیقت معلوم رہے ورنہ کبھی دھوکا لگ جائے گا کہ شاید یہ گلی والے بھی کوئی اُونچا مقام رکھتے ہیں، یہ سب نیچا مقام رکھتے ہیں۔ ارے! جو نیچے مقامات کی تلاش میں رہتے ہیں وہ نیچے لوگ ہیں۔

مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بدعتی سے مناظرہ ہوا۔ بدعتی نے کہا میں نے آپ کو نیچا دکھا دیا۔ حضرت مفتی صاحب صدر مفتی دیوبند تھے فرمایا: جی ہاں! ہم نے آپ کا نیچا دیکھ لیا۔ اللہ والوں کی حاضر جوابی ملاحظہ کیجیے۔ سارے مجمع میں شور ہو گیا اور وہ بدعتی ایک ہی جملے سے ہار کے بھاگ گیا۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ عَشِقَ فَکَتَمَ وَعَفَّ فَمَاتَ فَھُوَ شَھِیْدٌ[۸] کہ جس کو کسی سے عشق ہو گیا اور اس نے اپنے عشق کو چھپایا وَعَفَّ اور پاک دامن رہا، نہ جسم سے حرام لذت لی، نہ دل میں اس معشوق کا خیال پکایا ثُمَّ مَاتَ پھر اسی گھٹن اور مجاہدہ میں مر گیا تو وہ شہید ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت و وعید کو یاد کرنے والے

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ اگر کسی اللہ والے سے کبھی کوئی خطا ہو بھی جائے تو اس خطا کی تلافی وہ کیسے کرتے ہیں، پھر کیا کیفیت ہوتی ہے ان عاشقوں کی۔ گناہ کے بعد ان کی علامتِ مقبولیت کیا ہے۔ ذَکَرُوا اللہَ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی

۸؎ کنز العمال: ۳/۳۷۲،۳ (۷۰۰۰)، حرف العین، منھا العشق، مؤسسۃ الرسالۃ

یاد کے یہاں کیا معنیٰ ہیں؟ یہاں ذِکر اللہ کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ اللہ کے حقوق میں کوتاہی کر کے یا بندوں کا حق مار کے ہاتھ میں تسبیح لے کر سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے لگتے ہیں۔ اس کی پانچ تفسیریں ہیں ذَکَرُوا اللّٰہَ اَیْ ذَکَرُوْا عَظْمَتَہٗ وَوَعِیْدَہٗ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرتے ہیں کہ بہت بڑے مالک اور بڑی طاقت والے مالک کو میں نے ناراض کر کے اپنے پیر پر کلہاڑی ماری ہے، اگر خدا نے کینسر پیدا کر دیا تو کہاں جاؤں گا یا ہارٹ فیل کر دیا تو اسی خبیث حالت میں موت آجائے گی۔ مگر یہ عقل بھی اسی کو آتی ہے جس پر اللہ کا فضل و کرم ہو، گدھوں کو یہ عقل نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے جب کوئی خطا ہو جاتی ہے تو ذَکَرُوْا عَظْمَتَہٗ اللہ کی عظمت کو یاد کرتے ہیں وَوَعِیْدَہٗ اور اس کی وعید اور عذاب کو یاد کرتے ہیں کہ اتنے عظیم مالک نے اگر عذاب دیا تو کہاں پناہ ملے گی۔ عَظْمَتَہٗ اور وَعِیْدَہٗ کی ایک ہی تفسیر ہے جب عظمت ہوتی ہے تب ہی اس کی وعید بھی عظیم معلوم ہوتی ہے۔ اگر عظمت نہ ہو تو اس کی وعید سے بھی نہیں ڈرتا مثلاً ایک آدمی مر رہا ہے، چارپائی پر لیٹا ہے، ٹی بی میں مبتلا ہے، وہ اگر کسی کو دھمکاتا ہے کہ تجھے ڈنڈے ماروں گا، تو دوسرا کہتا ہے کہ ابے! تو کیا کر لے گا؟ اُٹھے گا تو چکر کھا کر گر پڑے گا۔ لہٰذا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ہوتی ہے وہی اس کے عذاب سے ڈرتا ہے اور جتنی سزائیں ہیں جہنم وغیرہ کی سب کو سوچتا ہے کہ میرا کیا حال ہو گا۔

اللہ کے حضور اپنی پیشی کو یاد رکھنے والے

ایک تفسیر ہو گئی، اور دوسری تفسیر ہے وَذَکَرُوا الْعَرْضَ عَلَیْہِ تَعَالٰی شَانُہٗ اور اللہ کے حضور اپنی پیشی کو یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر جواب دینا ہے۔ دو تفسیریں ہو گئیں۔

قیامت کے دن کے حساب کو یاد رکھنے والے

اب تیسری تفسیر پیش کرتا ہوں:

ذَکَرُوْا سُؤَالَہٗ بِذَنْبِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

قیامت کے دن کے سوالات کو یاد کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کے متعلق پوچھیں گے کہ تم نے فلاں کو بُری نظر سے کیوں دیکھا تھا؟ تم کو زندگی میں نے کس لیے دی تھی؟ جوانی کس لیے دی تھی؟ تم نے مقطع صورت میں کون سا کام کیا؟ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں تم نے ننگِ یزید کام کیوں کیا؟ پس اللہ کے حساب سے ڈر کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال سے ڈرنے والے

اور چوتھی تفسیر ہے ذَكَرُوْا جَلَالَهٗ فَهَابُوْا اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو یاد کرتا ہے کہ جس نے شیر پیدا کیا کہ اگر شیر دھاڑ دے تو آدمی ڈر کے مارے بے ہوش ہو کر گر پڑے، چاہے شیر کٹھرے میں بند ہو۔ حالاں کہ جانتا ہے کہ شیر باہر نہیں آسکتا مگر پھر بھی آواز سے بے ہوش ہو جائے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اللہ کی جلالتِ شان کو یاد کر کے ڈر جاتے ہیں کہ جب اس کی ادنیٰ مخلوق کا یہ حال ہے تو جو شیر کا خالق ہے اس کے جلال کا کیا عالم ہو گا۔

آیت فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ ...الخ کی تفسیر

اللہ تعالیٰ نے نافرمان قوموں کی نافرمانیوں کے بدلے میں جب عذاب نازل کیا، تو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں کیا طاقت ہے؟ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان نافرمانوں کے گناہ کے سبب ان پر ہلاکت نازل فرمائی پھر ان کو برابر کر دیا یعنی اس ہلاکت کو پوری قوم کے لیے عام کر دیا کہ کوئی بھی بچنے نہ پایا اور اس کا نام و نشان تک نہ رہا۔ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ میں نے آج دشمن کو برابر کر دیا یعنی ایسا تباہ و برباد کیا کہ اس کا وجود بھی باقی نہیں رہا۔ جن کو اپنی قوت پر ناز تھا آج ان کا اور ان کی بڑی بڑی عمارتوں کا کہیں نشان نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک ایسی شان نازل کی جو پوری کائنات میں کسی بھی عظیم الشان مملکت والے بڑے سے بڑے بادشاہ کو چاہے وہ پوری دنیا کا مطلق العنان بادشاہ ہو حاصل نہیں، وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے عذاب نازل کرنے کی طاقت کے ذیل میں بیان فرمارہے ہیں کہ جس قوم پر اس کے گناہ کے سبب ہم نے عذاب نازل کیا اور اس کا نام و نشان مٹا دیا تو دنیوی بادشاہ تو کسی قوم کو سزا دے کر ڈرتے رہتے ہیں

لیکن ہماری کیا شان ہے؟ فرماتے ہیں **وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا**[۹] اور اللہ تعالیٰ کو عذاب نازل کرنے کے بعد اس کے ردِّ عمل، ری ایکشن(Reaction)اور انتقام کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔اس کے برعکس دنیا میں کوئی بادشاہ کسی قوم یا کسی صوبے پر انتقام نازل کردے، بمباری کرادے، تو بعد میں ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں کوئی مجھ سے انتقام نہ لے لے۔ دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو دیکھ لو، ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں، نیندیں اڑی ہوئی ہیں کہ کہیں کوئی قوم ہم سے انتقام نہ لے اور ہمارا کام تمام کردے۔ یہ چار تفسیریں ہو گئیں۔

جمالِ الٰہی کو یاد کر کے گناہوں پر نادم ہونے والے

پانچویں تفسیر ہے **ذَکَرُوْا جَمَالَهٗ فَاسْتَحْيُوْا**[۱۰] اللہ تعالیٰ کے جمال کو یاد کرتے ہیں، پھر شرما جاتے ہیں کہ میں نے کہاں ان فانی چیزوں سے دل لگایا؟ جو سارے عالم کی لیلاؤں کو نمک دیتا ہے وہ خود کتنا پیارا ہو گا! قیامت کے دن جنت میں جب وہ پیارا نظر آئے گا، اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرائے گا، تو واللہ! کہتا ہوں کہ دنیا ہی نہیں جنت کے بھی پیارے یاد نہیں آئیں گے۔ اللہ ایسا پیارا ہے کہ جنت کی پیاری حوریں بھی یاد نہیں آئیں گی، مجنوں کو لیلیٰ بھی یاد نہیں آئے گی۔ خالقِ لیلیٰ کا نور اور چمک دمک بے مثال اور بعید از خیال ہے۔ سارے عالَم کا نمک، سارے عالَم کا حسن اس کی برابری نہیں کرسکتا **لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ**[۱۱] اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔ ایک ذرہ نمک پر پاگل ہونے والو! اس اللہ تعالیٰ پر کیوں نہیں مرتے جس کے لیے نمک کے سمندر اور پہاڑ اور سرچشمہ کی مثال بھی صحیح نہیں ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے بعد جنت بھی یاد نہیں آئے گی، جب تک اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا جنت کا تصور بھی نہیں آسکتا۔

ترے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح بیاں رکھ دی
زبانِ بے نگہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

دیدارِ الٰہی کے بعد جب جنتی واپس ہوں گے تو حوریں بھی کہیں گی کہ میاں! آپ کے چہرے پر

---

۹ الشمس:۱۴-۱۵

۱۰ روح المعانی:۶۰/۴،اٰل عمرٰن(۱۳۶)،دار احیاء التراث،بیروت

۱۱ الشوریٰ:۱۱

آج بڑی چمک ہے اور عجیب وغریب نمک ہے! کہاں سے آرہے ہیں آپ؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے جلوے اور تجلی دیکھ کر آئے ہیں، ان کی تجلی ہمارے چہروں میں نفوذ کر گئی ہے۔ یہ انعام ہے کہ انہوں نے دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی راہ کے غم اٹھائے ہیں۔ جو چاہتا ہے کہ بغیر غم اٹھائے جنت مل جائے وہ نادان ہے۔ ناودان پر عاشق نادان نہیں ہے؟ ارے! زندگی کو قیمتی بنالو۔ اختر روتے روتے اب مرنے کے قریب آچکا ہے۔ میری آہ وفغاں کب تک سنو گے؟ کب تک اپنی زندگی میں تبدیلی نہ لاؤ گے؟ کیا اللہ والا بننے میں آپ کو فائدہ نظر نہیں آتا؟ ناچ گانے اور مردہ جسموں پر مرنے والو! میں نے ایسے ظالموں کو بھی دیکھا ہے جن کی جوانی حسن پرستی میں گزری لیکن ان ہی حسینوں کا جب حسن بگڑ گیا تو بگڑی ہوئی شکل کو دیکھ کر وہاں سے بھاگے اور مرنڈا تو کیا دیتے، اپنی عاشقی پر خون کے آنسو رونے لگے کہ میری زندگی غارت گئی۔ مگر کیا کروں تم بھی مفقود العقل ہو، تمہیں بھی تو ان غارت گروں اور ستم گروں سے بھاگنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ جب جانتے ہو کہ غارت گر ہیں، ستم گر ہیں، تو کیوں ان سے دل لگاتے ہو؟ ان سے نظر بچا کر تڑپنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے ؎

تمام عمر تڑپنا ہے موجِ مضطر کو
کہ اس کا رقص پسند آگیا سمندر کو

اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے، میرے بندے ان پُرکشش چہروں سے نظر بچا کر اپنے دل کو تڑپائیں، تڑپتے رہیں، لیکن قصداً ان کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سمندر قلب کی اس موجِ مضطر کو پیار کرتا ہے، درجاتِ عالیہ دیتا ہے، دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس میں تجلّیٔ طور بھر دیتا ہے۔ اب اس سے زیادہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ اب دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کر و یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

❁❁❁❁

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاءاللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کرکے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہوجائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہوجائے گا:

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ
اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقر عید کی نماز واجب ہے اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْیَۃِ وَھِیَ مَادُوْنَ الْقَبْضَۃِ کَمَا یَفْعَلُہٗ
بَعْضُ الْمَغَارِبَۃِ وَمُخَنَّثَۃُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْہُ اَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہلِ مغرب
اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہوگی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ)
سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بدنظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آبھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جبکہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بددُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بددعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹالو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)...اللہ ورسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللہ اَللہ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کون ہیں؟ کیسے معلوم ہو کہ فلاں بندہ اللہ کا مقبول ہے؟ اپنے مقبول بندوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے مقبول بندے وہ ہیں جو تقویٰ سے رہتے ہیں، جان بوجھ کر ایک بھی گناہ نہیں کرتے اور اگر کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً اس کی تلافی کرنے کے لیے جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''علاماتِ مقبولین'' میں قرآن پاک کی ایک آیت کی تفسیر قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں ان مقبول بندوں کی علامات نہایت مفصل انداز میں بیان فرمائی ہیں جنہیں اپنا کر ہر مسلمان اللہ کا مقبول بندہ بن سکتا ہے۔

www.khanqah.org

ناشر

AW060